کیا روز قیامت بچے بوڑھے ہو جائیں گے؟
نہیں!

اللہ تعالیٰ نے سورۃ المزمل کی آیت ۱۷ میں ارشاد فرمایا:

فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِن كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ﴿١٧﴾

''پھر تم کیسے محتاط رہو گے، کیسے ڈرو گے، کیسے تقویٰ اختیار کرو گے اگر تم نے انکار کر دیا اس دن کا جو (پھول سے معصوم) بچوں کو سہما، خوف زدہ، مرجھا دے گا''

اس فرمان کا مروجہ ترجمہ وتفسیر یوں ہے:

ترجمہ مولانا محمد جونا گڑھی۔تفسیر مولانا صلاح الدین یوسف۔قرآنِ کریم شاہ فہد پرنٹنگ کمپلیکس۔سعودی عرب

[''تم اگر کافر رہے تو اس دن کیسے پناہ پاؤ گے جو دن بچوں کو بوڑھا کر دے گا''تفسیر: شِيبٌ أَشْيَبُ کی جمع ہے، قیامت والے دن، قیامت کی ہولناکی سے فی الواقع بچے بوڑھے ہو جائیں گے یا تمثیل کے طور پر ایسا کہا گیا ہے''] یہ بات تفسیر الجلالین سے اٹھائی گئی ہے''جمع أ شيب لشدة هوله و هو يوم القيامة والأصل في شين شيبا الضم و كسرت لمجانسة الياء و يقال في اليوم الشديد يوم يشيب نواصي الأطفال وه هو مجاز و يجوز أن يكون المراد في الآية الحقيقة''

ترجمہ مولانا احمد رضا خان بریلوی۔تفسیر مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی۔کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن

[''پھر کیسے بچو گے اگر کفر کرو اس دن جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا''تفسیری حاشیہ: اپنی شدت دہشت سے]

(یہ ترجمہ بھی یوں اس لئے کیا گیا ہے کہ تفسیر الجلالین نے آیت مبارکہ میں ''یَوْمًا'' کے متعلق لکھا تھا''مفعول تتقون،أي عذابه بأي حصن تتحصنون من عذاب يوم'')۔

Yusuf Ali: Then how shall ye if ye deny (Allah) guard yourselves against a Day that will make children hoary-headed?

Pickthall: Then how, if ye disbelieve, will ye protect yourselves upon the day which will turn children grey,

[Reference Computer CD "Alim" ISI Software Corp. U.S.A]

فَكَيْفَ تَتَّقُونَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا۔حرف ''ف'' ترتیب بیان کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے یعنی یہ ہوا، پھر یہ ہوا، پھر یہ ہوا۔حرف كَيْفَ کے معنیٰ'' کیسے، کیونکر، کس طرح'' ہیں۔تَتَّقُونَ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔اس کا مادہ ''و ق ی'' ہے اور معنی

کسی چیز کی حفاظت کرنا، نگہبانی ونگہداشت کرنا مضر اور تکلیف دہ چیز سے بچانا محتاط رہنا۔ تقویٰ اور متقین اسی مادہ کے لفظ ہیں۔ ''فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ'' پھر تم کیسے محتاط رہو گے، کیسے ڈرو گے، کیسے تقویٰ اختیار کرو گے اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا اگر تم نے انکار کر دیا اس دن کا؟''

انسان اگر اس دن کا انکار کر دے تو ہر خوف سے آزاد اور احتیاط سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ جس نے اس دن کا انکار کر دیا اس کیلئے دنیا کی زندگی ہی سب کچھ ہے۔ اس لئے نصیحت کی:

وَٱتَّقُواْ يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى ٱللَّهِ

''اور اس دن کا خوف رکھو جس میں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے'' (حوالہ البقرۃ۔۲۸۱)

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمْ وَٱخْشَوْاْ يَوْمًا

''اے لوگو! اپنے رب کی بندگی کرو اور اس دن کا اندیشہ و فکر کرو'' (حوالہ لقمان۔۳۳)

يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ ٱلْقُلُوبُ وَٱلْأَبْصَٰرُ ۝

''وہ اس دن سے ڈرتے (خوف زدہ) ہیں جس میں دل اور آنکھیں الٹ دیئے جائیں گے'' (حوالہ النور۔۳۷)

''اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا اگر تم نے انکار کر دیا اس دن کا'' تو اللہ سے ڈرنے، تَتَّقُوْنَ، بندگی کا امکان ختم ہو گیا

إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ ۚ فَٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِٱلْءَاخِرَةِ قُلُوبُهُم مُّنكِرَةٌ وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ ﴿٢٢﴾

''تمہارا الٰہ تو الٰہ واحد (اللہ) ہے۔ مگر جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل انکاری ہیں۔

اور وہ اپنی بڑائی کرنے والے لوگ ہیں'' (النحل۔۲۲)

یوم آخرت کا انکار کر دیا جائے تو پھر لوگ اس حقیقتِ عیاں لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔ پھر کیسے ڈرنا اور کس سے ڈرنا؟

يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ۝ اس دن کے متعلق بتایا یہ گیا ہے کہ ''الْوِلْدَان'' کو کر دے گا ''شِيْبًا''۔ اور اس دن کے متعلق یہ بھی بتایا ہے

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ ٱلسَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ﴿١﴾

''اے لوگو! اپنے رب کی بندگی کرو۔ (رب سے ڈرو) بیشک اس گھڑی کا زلزلہ ایک عظیم شئے، بات ہے

يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ أَرْضَعَتْ

جس دن تم اسے دیکھو گے، ہر دودھ پلانے والی اس سے غافل ہو جائے گی جسے وہ دودھ پلاتی ہے'' (حوالہ الحج۔۱،۲)

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمْ وَٱخْشَوْاْ يَوْمًا

''اے لوگو! اپنے رب کی بندگی کرو اور اس دن کا اندیشہ فکر کرو

لَّا يَجْزِى وَالِدٌ عَن وَلَدِهِۦ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَن وَالِدِهِۦ شَيْـًٔا

جب کوئی باپ اپنے بیٹے کے بدلے میں کام نہیں آئے گا، اور نہ بیٹا اپنے باپ کے بدلے میں کچھ کام آئے گا'' (حوالہ لقمان ۔۳۳)

اس دن نفسی نفسی کا عالم ہو گا کہ ''الوِلْدَان''، بچوں کا کسے ہوش رہے گا

يَقُولُ ٱلْإِنسَـٰنُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ ٱلْمَفَرُّ ﴿١٠﴾

اس دن انسان کہے گا ''بھاگ کے کہاں جائیں

كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿١١﴾

نہیں نہیں! کہیں کوئی جائے پناہ نہیں'' (القیامۃ ۱۰۔۱۱)

يَوْمَ يَفِرُّ ٱلْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿٣٤﴾

''جس دن آدمی بھاگ جائے گا اپنے بھائی سے

وَأُمِّهِۦ وَأَبِيهِ ﴿٣٥﴾

اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے

وَصَـٰحِبَتِهِۦ وَبَنِيهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ ٱمْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ﴿٣٧﴾ (عبس ۳۴۔۳۷)

اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے اس دن ہر آدمی اس حال میں ہو گا جو اسے دوسروں کے متعلق بے پرواہ کر دے گا (نفسی نفسی کا عالم)''

مال و متاع کا ہوش بھی نہیں رہے گا کہ فرمایا وَإِذَا ٱلْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴿٤﴾

''جب دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی'' (التکویر ۔۴)

جب زمین زلزلے کے ہچکولے کھا رہی ہو گی اور اپنے بوجھ باہر پھینکے گی

وَقَالَ ٱلْإِنسَـٰنُ مَا لَهَا ﴿٣﴾

''اور انسان کہے گا ''اسے کیا ہو گیا ہے'' (الزلزلۃ ۔۳)

اب ہم خود ہی فیصلہ کر لیں کہ کیا اس دن بچے بوڑھے ہو جائیں گے؟ بچوں کا کسی کو خیال نہیں ہو گا تو اس دہشت ناک ماحول میں سہم اور مرجھا جائیں گے ۔ خطرناک اور دہشت ناک بات کے وقوع پذیر ہونے پر بچے بھاگتے نہیں بلکہ سہم کر وہیں دبک جاتے ہیں ۔

فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِن كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ ٱلْوِلْدَٰنَ شِيبًا ﴿١٧﴾

''پھر تم کیسے محتاط رہوگے، کیسے ڈروگے، کیسے تقویٰ اختیار کروگے اگر تم نے انکار کردیا

اس دن کا جو(پھول سے معصوم) بچوں کو سہما،خوف زدہ،مرجھادے گا'' (المزمل۔۱۷)

یَوْمًایَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبًاo اس دن کے متعلق بتایا یہ گیا ہے کہ ''الْوِلْدَان'' کو کردے گا ''شِیْبًا''۔

کیا ''شِیْبًا'' کے معنی ''بوڑھا، بڑھاپا'' ہیں یا یہ ایک کیفیت، حالت کو ظاہر کرتا ہے؟ ہر انسان کی ''قَضَىٰٓ أَجَلًا'' ہے۔ارشاد فرمایا:

هُوَ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن طِينٍ ثُمَّ قَضَىٰٓ أَجَلًا

''وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، بعدازاں تمہارے لئے زندگی کی ایک مدت مقرر کردی'' (حوالہ الانعام۔۲)

قَضَىٰٓ کا مادہ ''ق ض ی'' ہے اور اس کے معنی کسی چیز کا منقطع ہونا، ختم ہوجانا، اور مکمل ہوجانا ہے۔ابن فارس نے کہا کہ اس کے بنیادی معنی کسی چیز کو محکم اور مضبوط کرنا اور اسے اس کی جہت پر نافذ کرنا ہیں یعنی جس طرف اسے جانا چاہئے اُدھر لے جانا۔أَجَلًا کا مادہ ''ا ج ل'' ہے اور معنی کسی بات کی مدت مقررہ، مدت کا تعین کرنا، مدت مقرر کرنا۔مدت معینہ کو بھی کہتے ہیں اور اس آخری حد کو بھی جہاں وہ مدت ختم ہوجاتی ہے۔

''قَضَىٰٓ أَجَلًا'' کیا ہے؟ ماں کے رحم سے انسان کی دنیا میں آمد یوں ہوتی ہے ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ''بعد ازاں تمہیں نوزائیدہ بچہ بنا کر خارج کرتے ہیں'' (حوالہ سورۃ الحج ۵) ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ''بعدازاں تمہیں نوزائیدہ بچہ بنا کر خارج کرتے ہیں'' (حوالہ غافر۔۶۷)۔ماں جب بچے کو جنم دیتی ہے وہ طِفْلًا کہلاتا ہے۔

ٱللَّهُ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن ضُعْفٍ ''اللہ وہ ہے جس نے تمہیں کمزور پیدا کیا'' (حوالہ الروم۔۵۴)

وَفِصَٰلُهُۥ فِي عَامَيْنِ ''اور دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے''۔ اس دوران انسان فِي ٱلْمَهْدِ صَبِيًّا ''گود، جھولے میں دودھ پیتا بچہ'' کہلاتا ہے (مریم۔۲۹)۔اور پھر ٱلْوِلْدَٰنِ معصوم بچے کہلاتے ہیں (حوالہ النساء۔۱۲۷)۔اور

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ ٱلسَّعْيَ ''پھر جب باپ کے ساتھ دوڑنے کی عمر کو پہنچا'' (حوالہ الصافات۔۱۰۲)

انسان اس وقت تک طفل کی حد میں شمار ہوتے ہیں جب تک عورت کے پردے کی باتوں (جنسی اعضاء، معاملات) سے آگاہ ہونے کی عمر کو نہیں پہنچتے اور اسی بناء پر سورۃ النور کی آیت ۳۱ میں بتایا

أَوِ ٱلطِّفْلِ ٱلَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُواْ عَلَىٰ عَوْرَٰتِ ٱلنِّسَآءِ ۖ کہ ایسے بچوں کے سامنے عورتوں پر پابندی نہیں کہ وہ اپنے لباس کے اوپر سینے پر ڈالی اضافی اوڑھنی اتار دیں جنہیں ابھی عورت کی باتیں معلوم نہیں۔

وَإِذَا بَلَغَ ٱلْأَطْفَٰلُ مِنكُمُ ٱلْحُلُمَ ''اور جب تم میں سے اطفال بلوغت کی حد میں داخل ہوں'' (حوالہ النور ۵۸)

ٱلْحُلُمَ کے معنی ''خواب میں احتلام، یعنی جنسی منتہا (orgasm) تک پہنچنا'' ہیں۔ یہ سن تمیز و بلوغت (adolescence) ہے۔

ٱلْحُلُمَ سے قبل عہد طفولیت ہے۔ کیا حدِ طفل سے نکلنا بلوغت ہے؟ نہیں اس مقام پر پہنچنے کا نام ''بلوغت، جوانی'' نہیں ہے۔

وَٱبْتَلُواْ ٱلْيَتَٰمَىٰ حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغُواْ ٱلنِّكَاحَ فَإِنْ ءَانَسْتُم مِّنْهُمْ رُشْدًا فَٱدْفَعُوٓاْ إِلَيْهِمْ أَمْوَٰلَهُمْ ۖ ''اور یتیموں کی آزمائش کرتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح کے قابل عمر کو پہنچ جائیں پھر اگر تم ان کے اندر اہلیت پاؤ تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو'' (حوالہ النساء۔۶)۔ یتیموں کو ان کے اموال اس وقت واپس کرنے ہیں جب وہ نکاح کے قابل عمر کو پہنچ جائیں جو بلوغت ہے۔ نابالغ لڑکے لڑکی کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ نابالغ کو اموال نہیں دیئے جاسکتے اور عورت حلال تب ہے أَن تَبْتَغُواْ بِأَمْوَٰلِكُم ''تاکہ اموال کے ساتھ ان کی جستجو کرو'' (حوالہ النساء۔۲۴)۔ نابالغ لڑکی کو بھی اموال کی اہمیت کا شعور نہیں ہوتا اس لئے اس بناء پر بھی اس کا نکاح نہیں کیا جا سکتا۔ ٱلْحُلُمَ نکاح کیلئے بلوغت نہیں ہے۔ اس عمر میں اموال کو یتیم لڑکا سنبھال نہیں سکتا۔ بلوغت نکاح کیا ہے؟ اس بات کو واضح کر کے بتا دیا کہ بلوغت نکاح بھرپور جوانی کو کہتے ہیں

وَلَا تَقْرَبُواْ مَالَ ٱلْيَتِيمِ إِلَّا بِٱلَّتِى هِىَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُۥ ۖ ''اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر عمدہ طریقے سے یہاں تک کہ وہ اپنی بھرپور جوانی کو پہنچ جائے'' (حوالہ الانعام ۱۵۲، الاسراء ۳۴) ٱلْحُلُمَ کے بعد بَلَغَ أَشُدَّهُۥ وَٱسْتَوَىٰٓ ''بھرپور جوانی کو پہنچا اور پورا مرد بن گیا'' (حوالہ القصص۔۱۴)

طِفْلًا اور ٱلْحُلُمَ یعنی عنفوان شباب کے بعد بھرپور جوانی ہے جس میں انسان ضعف (کمزوری) کی حالت سے نکل کر قوت و طاقت کا حامل بن جاتا ہے ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوٓاْ أَشُدَّكُمْ ۖ ''بعد ازاں تمہیں ماں کے رحم سے خارج کرتے ہیں طفل کے طور پر تاکہ بعد ازاں تم اپنی بھرپور جوانی کو پہنچو'' (حوالہ الحج۔۵) ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ''بعد ازاں تمہیں نوزائیدہ بچہ بنا کر خارج کرتے ہیں ثُمَّ لِتَبْلُغُوٓاْ أَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُونُواْ شُيُوخًا ''تاکہ بعد ازاں تم

بھر پور طاقتور جوانی کو پہنچو، اور بعد ازاں پھر تم بوڑھے ہو جاؤ' (حوالہ غافر۔٦٧)۔

اَللّٰهُ الَّذِى خَلَقَكُم مِّن ضُعۡفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنۢ بَعۡدِ ضُعۡفٍ قُوَّةً ''اللہ وہ ہے جس نے تمہیں کمزور پیدا کیا، پھر کمزوری کے بعد قوت دی'' (حوالہ الروم۔٥٤)

اور پھر بھرپور جوانی بتدریج کمزوری کی جانب رواں ہو جاتی ہے'' مَّسَّنِىَ ٱلۡكِبَرُ مجھے بڑھاپا آن پہنچا ہے'' (حوالہ الحجر۔٥٤)۔قرآنِ مجید میں بڑھاپے کی عمر میں پہنچنے والوں نے اس کیلئے لفظ ٱلۡكِبَرُ استعمال فرمایا (البقرة ٢٦٦، آلِ عمران ٤٠، ابراہیم ٣٩، الحجر ٥٤، الاسراء ٢٣، مریم ٨)۔قرآنِ مجید میں بوڑھے آدمی کیلئے لفظ شَيۡخًا بھی آیا ہے۔ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ نے بیٹے (اسحاق علیہ السلام) کی پیدائش کی خوشخبری پر کہا تھا وَهَـٰذَا بَعۡلِى شَيۡخًا ''اور یہ میرے خاوند (ابراہیم علیہ السلام) ایک بوڑھے آدمی ہیں'' (حوالہ ھود۔٧٢)۔یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے والد کو شَيۡخًا كَبِيرًا ''بہت بوڑھے'' بتایا تھا (حوالہ یوسف۔٧٨)۔اور موسیٰ علیہ السلام نے جب مدین کے پیاؤ پر دو عورتوں کو موجود پایا تھا تو انہوں نے ان کی مردوں میں موجودگی کا سبب پوچھا تھا۔انہوں نے اپنی موجودگی کی وجہ بتانے کے ساتھ یہ کہہ کر وَأَبُونَا شَيۡخٌ كَبِيرٌ ''اور ہمارے ابو بہت بوڑھے ہیں'' اجنبی کو واضح کر دیا تھا کہ مردوں کی بھیڑ میں اپنے جانوروں کو پانی پلانے کیلئے پیاؤ پر ان کا آنا ایک مجبوری ہے۔

انسان اپنی ''قَضَىٰٓ أَجَلًا'' یعنی مقررہ عمر کے ادوار طفل سے بڑھتے ہوئے بھرپور جوان اور پھر شیوخ اور کچھ شَيۡخًا كَبِيرًا ''زیادہ بوڑھے'' ہو جاتے ہیں۔بڑھاپے کی منزل کہاں تک ہے؟

قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِى غُلَـٰمٌ وَقَدۡ بَلَغَنِىَ ٱلۡكِبَرُ وَٱمۡرَأَتِى عَاقِرٌ

وہ کہنے لگے ''میرے رب! میرے ہاں کیسے لڑکا ہوگا جب مجھے بڑھاپا پہنچ چکا ہے اور میری بیوی بانجھ ہے'' (حوالہ آلِ عمران۔٤٠)۔

زکریا علیہ السلام کا بڑھاپا کس قدر تھا؟ انہوں نے بتایا

قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِى غُلَـٰمٌ وَكَانَتِ ٱمۡرَأَتِى عَاقِرًا وَقَدۡ بَلَغۡتُ مِنَ ٱلۡكِبَرِ عِتِيًّا ﴿٨﴾

انہوں نے کہا ''میرے رب! میرے ہاں بیٹا کیسے ہوگا جب کہ میری بیوی تو بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ چکا ہوں؟'' (مریم۔٨)

ابراہیم علیہ السلام نے اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری ملنے پر کہا تھا مَّسَّنِىَ ٱلۡكِبَرُ کہ مجھے بڑھاپے نے ''مس'' چھو لیا ہے لیکن زکریا علیہ السلام نے اپنے بڑھاپے کو عِتِيًّا بتایا تھا۔اس لفظ کا مادہ ''ع ت و'' ہے اور معنی ہیں حد سے تجاوز کر جانا۔اس بڑھاپے میں انسان

کے جسم کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟ زکریا علیہ السلام نے یوں بتائی تھی

قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ ٱلْعَظْمُ مِنِّي وَٱشْتَعَلَ ٱلرَّأْسُ شَيْبًا

انہوں نے کہا ''میرے رب! میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور سر کے بال سفید اور بکھر گئے ہیں'' (حوالہ مریم۔۴)

قرآنِ مجید میں انسان کی زندگی کے مختلف ادوار میں بڑھاپے کیلئے لفظ شَيْبًا ،شِيبًا کا استعمال نہیں ہوا بلکہ یہ بڑھاپے کی کیفیت بیان کرتا ہے۔ انسان کی ''قَضَىٰٓ أَجَلًا'' میں کیفیت اور ادوار یہ ہیں

ٱللَّهُ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنۢ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً

'اللہ وہ ہے جس نے تمہیں کمزور پیدا کیا، پھر کمزوری کے بعد قوت دی، پھر قوت کے بعد کمزوری (بڑھاپا) اور بالوں کا بکھرنا اور سفیدی دی' (حوالہ الروم۔۵۴)۔ یہ زندگی کے اِن ادوار کی کیفیت، حالت ہے

ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوٓا۟ أَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُونُوا۟ شُيُوخًا

'''بعدازاں تمہیں (کمزور،ضعف) نوزائیدہ بچہ بنا کر خارج کرتے ہے تاکہ بعدازاں تم بھرپور طاقتور جوانی (قوت) کو پہنچو اور (قوت کے) بعدازاں پھر تم بوڑھے (کمزور) ہو جاؤ' (حوالہ غافر۔۶۷)۔ اور اس ضعف کے بعد شَيْخًا كَبِيرًا اور ٱلْكِبَرِ عِتِيًّا ہے اور بڑھاپے کی ابتدا اور بڑے بڑھاپے کی کیفیت ضُعْفًا وَ شَيْبَةً کمزوری، اُڑتے، بکھرتے سفید بال، سہمی سہمی سی کیفیت ہے۔

اس دن انسان ایک جگہ سے دوسری جگہ بھاگتا پھرے گا اور کہے گا

يَقُولُ ٱلْإِنسَٰنُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ ٱلْمَفَرُّ ﴿١٠﴾

اس دن انسان کہے گا ''بھاگ کے کہاں جائیں

كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿١١﴾ نہیں نہیں! کہیں کوئی جائے پناہ نہیں'' (القیامۃ۔۱۰۔۱۱)

خوفناک صورتحال میں بچے بھاگتے نہیں بلکہ سہم کر ایک جگہ سمٹ جاتے ہیں۔ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًاo ''اس دن کا جو (پھول سے معصوم) بچوں کو سہما، خوف زدہ، مرجھا دے گا'' (المزمل۔۱۷)